آیت ولایت اور امامت سیدنا علی رضی اللہ عنہ

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

اہل تشیع نے سورۃ المائدۃ کی تین آیات (۳،۵۵،۶۷) سے اپنے مزعومہ ائمہ کی امامت وخلافت پر استدلال کیا۔ دسویں، گیارہویں اور بارہویں آیات کے تحت ان کے استدلال کی ترتیب کے پیش نظر یہاں بھی اسی ترتیب کو برقرار رکھا گیا ہے۔ ان کے امام اعظم شیخ حلی نے ''منهاج الکرامة'' میں آیت ولایت ۶۷ کے بعد آیت تبلیغ ۵۵ سے استدلال کیا ہے جبکہ مشہور شیعہ سکالر سید مرتضیٰ حسین فاضل نے اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ میں آیت تبلیغ ۵۵ کے بعد آیت اکمال دین کو اپنے عقیدے کی تائید میں پیش کیا ہے۔

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ
یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَo (المائدہ آیت ۵۵)

تمہارا مددگار تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ایمان والے ہیں۔ جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور ہر حال میں وہ بارگاہ الٰہی میں جھکنے والے ہیں۔

تفسیر صافی ص ۱۳۷ پر اس آیت کی تفسیر میں مختلف روایات درج ہیں۔ ایک روایت کافی کے حوالے سے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ آپؑ کے بدن پر ایک حلہ تھا جس کی قیمت ایک ہزار دینار تھی وہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے آنحضرت کو بطور ہدیہ دیا ہوا تھا اور آپؐ نے اسے حضرت علیؑ کو عطا فرما دیا تھا۔ آپؑ دو رکعت پڑھ کر حالت رکوع میں تھے کہ ایک سوالی نے آ کر کہا **''السلام علیک یا ولی اللّٰہ و اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم''** مجھ مسکین کو کچھ صدقہ دیجئے۔ پس آپؑ نے وہ حلہ اتار پھینکا اور انگلی سے اس کی طرف اشارہ کیا کہ اسے اٹھالو۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وہ سائل اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ تھا۔

اور تفسیر قمی میں امام محمد باقر سے منقول ہے کہ ایک دن آنحضرت تشریف فرما تھے اور آپؐ کے پاس یہودیوں کے کچھ لوگ تھے جن میں عبداللہ بن سلام بھی تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی پس آنحضرتؐ اٹھ کر مسجد کی طرف گئے سامنے سائل آ گیا۔ آپؐ نے پوچھا کہ کیا کسی نے تمہیں کچھ دیا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں اس نماز پڑھنے والے نے دیا ہے۔ آنحضرتؐ

نے دیکھا تو وہ حضرت امیر المؤمنینؑ تھے۔

نیز عامہؔ اور خاصہ نے اور جمہور مفسرین نے بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی جبکہ آپؑ نے حالت رکوع میں ایک سائل کو انگوٹھی عطا فرمائی۔ بعض روایات میں حلہ کا عطا کرنا آیا ہے اور بعض میں انگوٹھی۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ ان روایات میں منافات نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ حضرت علیؑ نے ایک دفعہ حالت رکوع میں حلہ دیا ہو اور دوسری بار انگوٹھی۔ اور آیۃ ولایت دوسری بار عطا کرنے پر نازل ہوئی ہو۔

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ کی ولایت اور خلافت کا اعلان فرمایا ہے''

(القرآن المبین۔ تفسیر المتقین ص ۱۵۱ حمایت اہل بیت وقف ریلوے روڈ لاہور)

شیعہ مترجم سید فرمان علی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

یہ آیت باتفاق مفسرین شیعہ، سنی، موافق، مخالف حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور اس سے تصریحی طور پر حضرت علیؑ کا خلیفہ بلافصل ہونا ثابت وواضح ہوتا ہے جب آپؑ نے حالت رکوع میں سائل کو انگشتری دی۔

(القرآن الحکیم ص ۱۳۹ ترجمہ وتفسیر از سید فرمان علی مطبوعہ چاند کمپنی کشمیری بازار لاہور)

اس طرح مذکورہ شیعی تفسیر سے حسب ذیل امور واضح ہوئے:

(۱) شیعہ، سنی مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔

(۲) آیت میں ولی کا لفظ بمعنی حاکم آیا ہے۔ جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت وخلافت کا منصوص ہونا ثابت ہوا۔

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بحالت رکوع ایک انگوٹھی بطور زکوۃ ادا کی تھی۔

(۴) زکوۃ وصول کرنے والا سائل ایک فرشتہ تھا۔

زیرِ بحث آیت سے ان امور پر استدلال بالکل ہی غلط اور باطل ہے۔ ذیل میں ان دعووں اور امور کا مختصر تجزیہ ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے:

اہل تشیع کا یہ دعویٰ کہ مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ: یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے سراسر بے بنیاد، کذب صریح اور باطل ہے۔ البتہ اہلِ تفسیر کا اس بات پر اجماع منعقد ہوا ہے کہ یہ آیت خاص طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔

قطع نظر سنی مفسرین کے خود اہل تشیع کا بھی اجماع ثابت نہیں ہے۔ ابوبکر نقاش جوان کے ہاں کی مشہور تفسیر کے مصنف ہیں جناب ابوجعفر محمد باقرؒ سے یوں روایت کرتے ہیں کہ:

نَزَلَتْ فِی الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ. یہ آیت مہاجرین اور انصار صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کسی

کہنے والے نے کہا کہ ہم نے تو سنا ہے کہ یہ علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ وہ بھی توان ہی میں سے تھے۔

یہ روایت آیت کے الفاظ **الذین، یقیمون، یؤتون، راکعون** (جو بصیغۂ جمع استعمال ہوئے ہیں) کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے اور ان جمع کے صیغوں سے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مراد لینا مجازاً ہوسکتا ہے جو بغیر کسی ضرورت اور قرینہ کے ناجائز ہے اور ظاہر ہے کہ یہاں اس مجاز کے لیے نہ کوئی ضرورت ہے اور نہ ہی کوئی قرینہ پایا جاتا ہے۔ جبکہ مفسرین کی ایک جماعت نے بروایت عکرمہ نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی اور پچھلی آیت سے (جو مرتدین کے بارے میں ہے) اس آیت کا ربط بھی اسی قول کی تائید کرتا ہے علاوہ ازیں شیعہ کی مستدل یہ روایت (جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ زیر بحث آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی کیونکہ انہوں نے ہی بحالت رکوع زکوٰۃ میں انگوٹھی دی تھی) ثعلبی سے مروی ہے۔

ثعلبی کی تفسیر موضوعات کا طومار ہے۔ ثعلبی اور اس کا شاگرد واحدی دونوں محدثین کے نزدیک حاطب لیل (رات کا لکڑ ہارا جو خشک وتر میں تمیز کیے بغیر ہر قسم کی لکڑیاں جمع کرتا ہے) تھے۔ ثعلبی تفسیری روایات کلبی سے لیتا ہے۔

قاضی شمس الدین ابن خلکان کہتے ہیں کہ کلبی عبداللہ بن سبا کے اصحاب میں سے تھا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ دنیا میں واپس آئیں گے۔ کبھی ثعلبی کے ساتھ محمد بن مروان سدی صغیر کی روایت ضم کی جاتی ہے وہ بھی ایک جھوٹا، کذاب وضاع رافضی تھا۔

صاحب لباب التفسیر روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے اپنے یہودی حلیفوں اور ابن ابی ایسے منافقین سے بیزاری کا اظہار کیا تھا۔ یہ قول اس سے پہلے والی آیت سے بھی پوری مناسبت رکھتا ہے۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰىٓ اَوْلِيَآءَ. (المائدہ ۵۱)

اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست مت بناؤ

مفسرین کی ایک جماعت کا قول ہے کہ زیر بحث آیت عبداللہ بن سلام کے بارے میں نازل ہوئی جب ان کے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ان کے پورے قبیلے نے ان کا بائیکاٹ کر دیا تھا اور اس کے بارے میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ (اِنَّ قَوْمَنَا هَجَرُوْنَا) ہماری قوم نے ہمیں چھوڑ دیا ہے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور قواعد فن حدیث کی رو سے یہ قول بہ نسبت دوسرے تمام اقوال کے زیادہ صحیح ہے۔

مزید برآں علی بن ابی طلحہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ

انہوں نے فرمایا:

’’سب مومن ومسلم اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں۔‘‘

بہر حال یہ اصول مسلمہ ہے کہ سبب نزول کی تخصیص سے آیت کے عموم میں تخصیص نہیں ہوا کرتی۔

اس تفصیل سے اہل تشیع کا دعویٰ اجماع (کہ زیر بحث آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے) باطل ثابت ہوگیا ہے۔

اہل تشیع کا دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ

زیر بحث آیت میں ولی کا لفظ بمعنی حاکم استعمال ہوا ہے۔

ان کا یہ دعویٰ بھی باطل ہے کیونکہ لغت عرب ولی بمعنی حاکم سے نا آشنا ہے البتہ لفظ والی بمعنی حاکم استعمال ہوتا ہے۔ زیر بحث آیت کے علاوہ اہل تشیع بھی شاید ولی سے حاکم مراد نہیں لیتے ہوں گے۔ جس کی واضح مثال کلمہ اور اذان میں ان کا اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ کہنا ہے۔ کیونکہ یہاں بھی ولی کا معنی اگر حاکم کیا جائے تو اس کا یہ معنی ہوگا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، اللہ کے حاکم ہیں۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ:

الولاء والتوالی کے اصل معنی دو یا دو سے زیادہ چیزوں کا اس طرح یکے بعد دیگرے آنا کہ ان کے درمیان کوئی ایسی چیز نہ آئے جو ان میں سے نہ ہو۔ پھر استعارہ کے طور پر قرب کے معنی میں استعمال ہونے لگا ہے۔ خواہ وہ قرب بلحاظ مکان یا نسب اور یا بلحاظ دین اور دوستی یا نصرت کے ہو اور یا بلحاظ اعتقاد کے۔

اَلوِلایَۃُ (بکسر الواؤ) کے معنی نصرت اور وَلایَۃ (بفتح الواؤ) کے معنی کسی کام کا متولی ہونے کے ہیں۔

(مفردات القرآن اردو ص۹۹۶ تحت ول ی)

ولایت (بفتح واؤ) سے صفت مشبہ والی آتا ہے۔ یہ حاکم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور ولایت (بکسر الواؤ) سے صفت مشبہ ولی آتا ہے۔ جس کے معنی دوست کے ہوتے ہیں۔

بہر حال ولی کا معنی حاکم نہ لغوی طور پر صحیح ہے اور نہ ہی آیت کے سیاق سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

جبکہ ولی کا معنی دوست اور ناصر لغوی طور پر بھی صحیح ہے اور قرآن مجید میں بیسیوں مقامات پر اسی معنی میں یہ لفظ آیا ہے اور خود زیر بحث آیت میں جمع کے صیغوں کے علاوہ سیاق آیت بھی اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ ولی کا معنی محبّ، دوست اور مددگار کے ہیں۔ امام یا اولی بالتصرف اس کا معنی ہرگز نہیں ہوسکتا۔

اہل تشیع کا یہ دعویٰ بھی باطل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چونکہ بحالت رکوع ایک انگوٹھی بطور زکوٰۃ ادا کی

تھی اس لیے وہ زیر بحث آیت کا مصداق ہیں۔

کیونکہ نماز کی حالت میں حُلّہ اتارنا یا انگوٹھی اتار کر کسی کو دینا یقیناً عمل کثیر میں شمار ہوتا ہے جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ عمل خشوع وخضوع کے بھی خلاف ہے جو نماز کی روح ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَo الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَo (المؤمنون آیت ۱۔۲)

''یقیناً وہ مومن فلاح پا گئے ہیں جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔''

تفسیر صافی ص ۳۴۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ حالتِ نماز میں ہر طرف سے آنکھیں بند کر کے صرف نماز ہی کی طرف توجہ رہے۔

اور کافی میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ تم پر نماز میں خشوع اور خضوع لازم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی صفت میں فرماتا ہے کہ: اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَo نیز آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے اپنا جسمانی خشوع اپنے دل کے خشوع سے زیادہ ظاہر کیا تو اس کا یہ فعل ہمارے نزدیک منافقت ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حالت نماز میں اپنی داڑھی سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو آپؐ نے فرمایا:

کہ اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء پر بھی خشوع کا اثر ہوتا۔

(القرآن المبین۔ تفسیر المتقین ص ۴۴۳۔ حمایت اہل بیت وقف ریلوے روڈ لاہور)

اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَo (البقرہ ۲۳۸)

''پابندی کرو سب نمازوں کی اور (خصوصاً) درمیانی نماز کی اور کھڑے رہا کرو اللہ کے لیے (نماز میں) عاجزی کرتے ہوئے۔''

امام خمینی نماز میں خشوع وخضوع کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''ودرحال نماز بیاد خدا خضوع وخشوع ووقار باشد ومتوجہ باشد کہ باچہ کسی سخن میگوید وخودرا درمقابل عظمت وبزرگی خداوند عالم بسیار پست وناچیز بیند واگر انسان درموقع نماز کاملا بایں مطلب توجہ کند از خود بے خبر میشود'' (توضیح المسائل۔ مسائل نماز)

نماز کی حالت میں انسان خشوع وخضوع اور وقار اختیار کرے اور یہ سوچے کہ میں کس سے گفتگو کر رہا ہوں اپنے آپ کو انتہائی پست اور ناچیز جانے۔ اگر انسان نماز کی حالت میں پوری طرح اس تصور کو قائم رکھے تو وہ اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد موصوف حضرت علیؓ کے خشوع وخضوع کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

چنانچہ درحال نماز تیر را از پائے مبارک امیر المؤمنین علیہ السلام بیروں کشیدند آنحضرت متوجہ نہ شدند۔ (حوالہ مذکور)

انتظامیہ

لوگوں نے حضرت امیر المؤمنین (حضرت علیؓ) کے مبارک پاؤں سے تیر کھینچ کر باہر نکالا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے لیکن آپ کو توجہ نہ ہوئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ کوئی گدا گر اپنی صدا سے حضرت علیؓ کی نماز میں خلل نہیں ڈال سکتا تھا اور نہ ہی ان کی توجہ اپنی طرف مبذول کرا سکتا تھا لہٰذا نماز کی حالت میں حلہ اتار کر یا انگوٹھی انگلی سے نکال کر سائل کو بطور زکوٰۃ ادا کرنے کی روایت من گھڑت اور جھوٹی ہے۔ اگر بالفرض محال صحیح بھی ہو تو پھر بھی ایسی روایات احاد ہونے کی وجہ سے یقین کا فائدہ نہیں دیتیں۔ ایسی روایات کو قرآنی آیت کے ساتھ ملانے سے پورا مفہوم ظنی ہو جائے گا یقینی نہ رہے گا۔ حالانکہ عقائد کے لیے یقین معتبر ہوتا ہے۔

جبکہ اہل تشیع کی متدل روایت ضعیف ہی نہیں بلکہ موضوع ہے۔

امام ابن کثیر زیر بحث آیت کی تفسیر میں ان روایات کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

وَلَيْسَ يَصِحُّ شَئٌ مِنْهَا لِضُعُفِ اَسَانِيْدِهَا وَجِهَالَةِ رِجَالِهَا (تفسیر ابن کثیر جلد۲ ص۱۷)

''یعنی ان روایات کی اسناد کے ضعف اور راویوں کے مجہول الحال ہونے کی وجہ سے کوئی روایت بھی صحیح نہیں ہے۔''

اگر بقول شیعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فعل کی توثیق وتحسین فرمائی ہے تو پھر بحالت نماز بالخصوص رکوع زکوٰۃ کی ادائیگی ہمیشہ کے لیے مستحسن اور قابل تعریف ہونی چاہیے تھی لیکن خود اہل تشیع بھی اس سنت پر عمل پیرا نہیں ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ نہ یہ روایت صحیح ہے اور نہ ہی قرآنی آیت کا یہ مفہوم صحیح ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یا کسی دوسرے شخص نے بحالت رکوع زکوٰۃ ادا کی تھی ورنہ امت زکوٰۃ کی ادائیگی کے اس طریقے پر تواتر سے عمل کرتی چلی آتی۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نزول آیت کے وقت صاحب نصاب تھے کیونکہ زکوٰۃ تو صاحب نصاب پر ہی ایک سال مکمل ہونے پر فرض ہوتی ہے۔ پھر یہ سوال بھی توجہ طلب ہے کہ کیا سال دوسری رکعت کے رکوع میں پہنچتے ہی پورا ہو گیا تھا؟ پھر یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کی ادائیگی میں اس قدر تاخیر کیوں فرمائی تھی کہ زکوٰۃ ادا کیے بغیر ہی نماز میں شامل ہو گئے تھے؟ یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فقر وفاقہ ضرب المثال ہے وہ صاحب نصاب ہی نہیں تھے کہ ان پر زکوٰۃ فرض ہوتی تو پھر لامحالہ زکوٰۃ سے صدقہ نافلہ مراد لیا جائے گا اور ایسا مجازاً ہوگا۔ ظاہر ہے کہ بغیر کسی قوی قرینے کے زکوٰۃ سے نفلی صدقہ مراد نہیں لیا جا سکتا۔

اہل تشیع نے **وَهُمْ رَاكِعُوْن** میں واؤ کو حالیہ قرار دے کر یہ معنی کیے ہیں کہ (وہ زکوٰۃ دیتے ہیں) درآنحالیکہ وہ رکوع کرنے والے ہیں۔

انہوں نے **وھم راکعون** کو صرف **یؤتون الزکوٰۃ** کی ضمیر سے حال قرار دیا ہے جبکہ انہیں قاعدے کے مطابق دونوں جملوں **یقیمون الصلوٰۃ** اور **یؤتون الزکوٰۃ** کی ضمیر سے حال بنانا چاہیے تھا۔

یہاں واوَ حالیہ نہیں ہے بلکہ واوَ عاطفہ ہے۔ سورۃ بقرۃ میں ارشاد باری ہے کہ:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوا مَعَ الرّٰکِعِیْنَo (البقرۃ ۴۳)

''نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔''

اس آیت میں بھی رکوع کا ذکر نماز سے الگ کیا گیا ہے اسی طرح آیت ولایت میں بھی **وھم راکعون** میں واوَ عاطفہ لا کر رکوع کا ذکر نماز سے الگ کیا گیا ہے نیز رکوع یہاں اپنے اصطلاحی مفہوم میں نہیں بلکہ عام لغوی مفہوم میں آیا ہے نیازمندی اور عاجزی اس لفظ کی اصل روح ہے۔ نماز میں رکوع درحقیقت آدمی کے دل کی اسی حالت کی تعبیر کی ایک عملی شکل ہے۔ یہاں اس قید کے لگانے سے مقصود نماز اور زکوٰۃ کی اصل روح کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ اس لیے کہ جس طرح نماز اور زکوٰۃ کے بغیر ایمان بے معنی اور بے روح ہو کے رہ جاتا ہے اسی طرح دل کی نیازمندی اور عاجزی کے بغیر نماز اور زکوٰۃ جیسے فرائض بھی بالکل بے مقصد ہو کے رہ جاتے ہیں **وھم راکعون** کی قید نے یہ واضح کر دیا ہے کہ اسلام میں جو نماز و زکوٰۃ مطلوب ہے وہ دل کی عاجزی و فروتنی کے ساتھ مطلوب ہے نہ کہ ریا، تکبر اور کراہت کے ساتھ۔

اہل تشیع کے مؤقف کے مطابق اگر امامت وخلافت کے لیے **ویؤتون الزکوٰۃ و ھم راکعون** کی صفت تسلیم کر لی جائے اور آیت کے آغاز میں **انما** کو حصر قرار دے دیا جائے تو پھر باقی گیارہ اماموں کی امامت ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ ان میں سے نہ تو کسی نے حالت رکوع میں زکوٰۃ دی تھی اور نہ ہی وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے کلمہ حصر **انما** آجانے کے بعد امامت کی دوڑ میں شامل ہو سکتے ہیں۔

اہل تشیع کی تصریح کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس سائل کو رکوع میں حلہ یا انگوٹھی بطور زکوٰۃ دی تھی وہ ایک فرشتہ تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زکوٰۃ بھی ایک ایسے سائل کو دی جو از روئے قرآن وحدیث وشریعت سرے سے مصارف زکوٰۃ وصدقات نافلہ میں شامل ہی نہیں تھا۔ دیگر اہل ایمان کی زکوٰۃ اور صدقات سے تو مسلمان ہی فائدہ اٹھاتے تھے لیکن حضرت علیؓ کی زکوٰۃ ایک غیر مستحق فرشتہ لے کر غائب ہو گیا۔ **فیاللعجب!**

وھاب فین
فلک الیکٹرک سٹور
گری گنج بازار، بہاولپور
پروپرائیٹر فلک شیر
0312-6831122